بیان الحکمہ
تحقیقی مجلہ-3
http://bayan-ul-hikmah.salu.edu.pk

بیان الحکمہ [تحقیقی مجلہ]
111-119(2017ء)

ڈاکٹر راشدہ پروین*

جنگ، جہاد اور قتل

ABSTRACT: Keeping in view the wave of terrorism especially in the Muslim world during the past couple of decades, the most debated topic, particularly by western media, has been the concept of Jihad in Islam. The topic has largely been misinterpreted probably to malign grand sprit and concept of Jihad in Islam. The word "Jihad" in contemporary world is translated as 'Holy War' which does not exist in Islamic believes. Despite the fact that Jihad literally means 'struggle' or 'striving' and a very broad concept in Islam, it is generally misunderstood in western world and confined to a warfare and armed struggle against non-believers (non-Muslim). In Holy Qur'an it is a word that is distinct from 'qitaal', which means armed conflict. But, unfortunately 'Jihad' despite of being a generalized word, is being taken more like 'qitaal' a very distinct and specific term in nature

کلیدی الفاظ: جہاد، قتال، مسلک، فی سبیل اللہ، مسلم، مومن

مقدمہ

شرعی اصطلاح کے مطابق جہاد مسلمانوں کی ایسی اجتماعی جدوجہد کا نام ہے جو انسانوں کی فلاح و

*چیئرپرسن شعبہ علوم اسلامی، وومین یونیورسٹی، مردان۔

بہبود کیلئے اللہ کے بھیجے ہوئے قوانین کو دنیا میں قائم کرنے اور بلند کرنے کیلئے کی جائے اور اس کیلئے جان و مال کی قربانی سے بھی دریغ نہ کیا جائے۔ لہٰذا جہاد کا لفظ اپنے اندر وسیع مفہوم رکھتا ہے اس مفہوم کے لحاظ سے مسلمان ہمیشہ حالت جہاد میں رہتا ہے لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ کوئی بھی کوشش یا جدوجہد جو اپنے ذاتی مفادات کے حصول کے لئے کی جائے وہ بھی جہاد ہو۔

اگر ہم جہاد کے لغوی معنی پر غور کریں تو ہمیں اندازہ ہو گا کہ جہاد جَهَدَ سے ماخوذ ہے اس کا مصدر جَهَدَ، جُهد دونوں کو سمجھا جاتا ہے (۱) اسی طرح جَاهَدَ مجاهَدَةً و جهاداً سے مراد پوری طاقت صرف کرنا یعنی "جَاهِدُوا فی اللّٰہِ حَقَّ جِهَادِہ" یعنی اللہ کے راستے میں پوری طرح کوشش کرو جیسا کہ کوشش کا حق ہے ۔(۲) اردو لغت کے مطابق بھی جہد سے مراد کوشش، محنت، اور دوڑ دھوپ کے لئے جاتے ہیں (۳)

جہاد کے معنی کب سے تبدیل ہوتے ہیں اس حوالے سے "تمام اہلِ لغت، شارحین اور فقیہ تسلیم کرتے ہیں کہ قدیم عربی میں جہاد کے معنی محنت اور خوب کوشش کرنے کے ہیں، اس متبدلہ یا اصطلاحی معنی، متاخرین کے زمانہ میں، نزول قرآن سے بہت بعد لئے گئے ہیں۔ اس لئے یہ بالکل نامناسب ہے کہ قرآن میں ہر جگہ اس کے نوتراشیدہ معنی لئے جائیں"۔(۴)۔

قرآن و سنت میں غلبہء دین کیلئے جانی طور پر کی جانیوالی کوشش کو جہاد کے لفظ سے موسوم کیا گیا ہے، لہٰذا کثرت استعمال کے باعث علماء، فقہاء، محدثین اور مفسرین نے جہاد بمعنی قتال کیساتھ اس کی اصطلاحی تعریف کی ہے مثلاً: فقہائے احناف کے نزدیک جہاد کی تعریف اس طرح سے ہے کہ ": هو الدعاءُ الی الدین الحق وقتال من لم یقبلهُ" لوگوں کو دین حق کی طرف بلانا اور جو اس کو قبول نہ کرے، اس سے قتال کرنا۔(۵)

" اسی طرح فقہائے مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ واہل ظاہر کے نزدیک بھی جہاد کی اصطلاحی تعریف مذکورہ تعریف سے کچھ مختلف نہیں۔ اس بات کو ملحوظ رکھنا چاہیے کہ فقہاء کا جہاد کی اصطلاحی تعریف کو کفار کے خلاف قتال تک محدود کرنے کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ قرآن و حدیث میں کثرت کے ساتھ جہاد بمعنی قتال استعمال ہوا ہے۔ فقہائے کرام کسی چیز کی کثرت استعمال کے پیش نظر اس پر کئی حکم لگاتے ہیں۔ لفظ جہاد بھی اس کی ایک مثال ہے کہ اس کے معنیٰ قتال میں بکثرت استعمال نے اسے قتال تک محدود کر دیا۔ اگرچہ لفظ جہاد

کا مفہوم وسیع ہے، جیسے علامہ ابن تیمیہ، ابن حجر اور ابن قیم کے اقوال سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان ہر وہ محنت و کوشش جو کسی نہ کسی پہلو سے غلبہ ءدین کے لئے ہو جہاد کہلاتی ہے"۔(٦)

چونکہ جہاد کی حدود و قیود فقہاء اہل علم اب تک واضح نہیں کر سکے ہیں لہٰذا اسلامی ممالک میں بالخصوص کسی بیرونی / مغربی یا غیر اسلامی ممالک کے ساتھ موجود کسی بھی قسم کے ختلافات اور اس سلسلے میں اپنی برتری قائم کرنے یا رکھنے کے لئے کی جانے والی ہر عملی کوشش کو بھی علماء وفقہاء اسلامی مہم جوئی یا جہاد کا نام دیتے ہیں لیکن اس کے برعکس کسی ایسی مہم جوئی انفرادی یا اجتماعی جو کہ اصلاح معاشرہ یا انسانی خدمات اور دیگر عمل خیر سے متعلق ہو، کو جہاد یا اس قسم کی کسی اصطلاح سے یاد نہیں کرتے یوں جہاد کا عمومی مفہوم قتال اور ایک خاص مقصد، دائرے کے اندر قید ہو کر رہ گیا ہے۔ مغربی میڈیا جو کہ دنیا پر حاوی ہے اور اہل اسلام بھی انہی ذرائع ابلاغ کے زیر اثر ہونے کی وجہ سے بھی لفظ جہاد خاص مقاصد کی وضاحت کے لئے استعمال ہونے لگا ہے اور یوں غیر مسلم تو غیر مسلم، مسلمان بھی جہاد کو قتال کے معنی میں ہی ڈھونڈتے ہیں۔

جہاد اور قتال

"اگرچہ جہاد میں قتال بھی شامل ہے لیکن ہر قتال جہاد نہیں ہوتا۔ جہاد اپنے مقصد، طریق کار اور نصب العین کے اعتبار سے محض اعلائے کلمۃ اللہ اور تحفظ غایات اسلامی کیلئے ہوتا ہے یہ اندھا دھند جنگ وجدال نہیں بلکہ مقاصد ملت کی خاطر ایک بااصول جنگ ہے جو معین اصولوں، پابندیوں، اور احتیاطوں کے ساتھ لڑی جاتی ہے، اور ان احتیاطوں کا ذکر قرآن مجید میں بصراحت کیا گیا ہے۔ اسلام میں جہاد کا حکم اس وقت نازل ہوا جب آنحضور ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے، اور چونکہ اس وقت کفار قریش نے جنگی یورشوں کے ساتھ مسلمانوں کو ستانا شروع کیا چنانچہ ان لوگوں کے مقابلے اور ان کے شر کے دفعیہ کے لئے اللہ نے جہاد کا حکم دیا"۔(٧)

ڈاکٹر اسرار احمد کہتے ہیں کہ "جہاد فی سبیل اللہ کے ضمن میں سب سے بڑا مغالطہ، جو بہت عام ہے اور صرف عوام ہی میں نہیں، خواص یعنی علماء کو بھی لاحق ہے یہ ہے کہ "جہاد" کے معنی "جنگ" کے ہیں گویا کہ "جہاد" کو قتال کے مترادف باہم معنی قرار دے دیا گیا ہے غور طلب بات ہے کہ لسانیات کا یہ بنیادی اصول ہے کہ کسی بھی زبان کے دو الفاظ بالکل ایک مفہوم کے حامل نہیں ہوتے اس سے آگے بڑھ کر بات ہی ہے کہ "جہاد

فی سبیل اللہ "اور" قتال فی سبیل اللہ" قرآن پاک کی دو مستقل اصطلاحیں ہیں، جو قرآن کریم میں متعدد بار استعمال ہوئی ہیں۔ مثلاً سورۃ الصف چودہ آیات پر مشتمل ایک چھوٹی سی سورۃ ہے اور اس میں یہ دونوں اصطلاحات آئی ہیں۔ اس کی آیت ۴ میں "قتال فی سبیل اللہ" کی اصطلاح بایں طور آئی ہے:
إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُم بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ (۴:الصف) (۸)
"یقیناً اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی راہ میں اس طرح صف بستہ ہو کر لڑتے ہیں گویا کہ وہ ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔"

آگے آیت نمبر ۱۱ میں فرمایا: تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ (۹) "ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول ﷺ پر اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے۔" چنانچہ ان دونوں اصطلاحوں کو مترادف قرار دینا بہت بڑی غلطی ہے یہ دونوں الفاظ بعض اوقات ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہوجاتے ہیں۔ اور قرآن مجید میں بھی یہ اس طرح استعمال ہوئے ہیں۔۔۔ قرآن حکیم کی بنیادی اصطلاحات میں سے دو دو اصطلاحات کے تین جوڑے ایسے ہیں کہ جن کے مابین خاص اور عام کا رشتہ ہے مثلاً "مومن" اور "مسلم" بظاہر مترادف الفاظ ہیں کہ ایک ہی شخص کیلئے دونوں الفاظ کا استعمال ہو سکتا ہے، لیکن "مسلم" عام اصطلاح ہے "مؤمن" خاص۔ یعنی ہر "مؤمن" تولازماً "مسلم" ہے لیکن ہر مسلمان لازماً مومن نہیں ہے۔۔۔ اسی طرح اصطلاحات کا ایک جوڑا "نبی" اور "رسول" ہے نبی اور رسول میں کئی اعتبارات سے فرق کیا جاتا ہے، لیکن یہ بات سب کے نزدیک متفق علیہ ہے کہ نبی عام ہے اور رسول خاص۔ یعنی ہر رسول تولازماً نبی ہے لیکن ہر نبی لازماً رسول نہیں جہاد اور قتال میں بھی بالکل یہی رشتہ ہے کہ ان دونوں میں عموم اور خصوص کی نسبت ہے۔ اس میں جہاد عام ہے اور قتال خاص ہے، یعنی قتال تولازماً جہاد ہے، لیکن جہاد لازماً قتال نہیں ہے۔ ان تینوں جوڑوں کے بارے میں اہل علم نے بہت عمدہ اصول وضع کیا ہے ۔ اذا اجتمعا تفرقا واذا تفرقا اجتمعا، یعنی جب کسی ایک جگہ پر یہ دونوں الفاظ اکٹھے آئیں گے تو یقیناً ان میں بہت بڑا فرق ہو گا Simultaneous Contrast ہو گا لیکن یہ الگ الگ استعمال ہونگے تو ایک ہی مفہوم میں استعمال ہونگے۔ چنانچہ اگر ایک ہی جگہ مسلم اور مؤمن کے الفاظ آرہے ہوں تو ان کے مفہوم میں لازماً فرق ہو گا۔ اسی طرح اگر ایک ہی جگہ جہاد اور قتال کے الفاظ آئیں، جیسا کہ سورۃ الصف کی مثال دی گئی ہے، تو

لازماً فرق ہو گا۔ لیکن اگر دونوں علیحدہ علیحدہ استعمال ہو رہے ہوں تو یہ ایک دوسری کی جگہ استعمال ہو سکتے ہیں ،یعنی نبی کی جگہ رسول اور رسول کی جگہ نبی، اسی طرح جہاد کی جگہ قتال اور قتال کی جگہ جہاد، اور مؤمن کی جگہ مسلم اور مسلم کی جگہ مؤمن کے الفاظ استعمال ہو سکتے ہیں۔ بہر حال اس فرق کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے ۔"(۱۰)

جہاد اور جنگ

جنگ کا لفظ قوموں اور سلطنتوں کی ان لڑائیوں کے لیے استعمال ہوتا تھا اور آج تک ہوتا رہا ہے جو اشخاص یا جماعتوں کی نفسانی اغراض کے لیے کی جاتی ہیں۔ ان لڑائیوں کے مقاصد محض شخصی یا اجتماعی ہوتے ہیں جن کے اندر کسی نظریہ اور کسی اصول کی حمایت کا شائبہ نہیں ہوتا۔ اسلام کے پیش نظر ایک قوم کا مفاد یا دوسری قوم کا نقصان نہیں ہے اور نہ ہی اس سے کوئی دلچسپی ہے کہ ایک سلطنت کا قبضہ رہے یا دوسری سلطنت کا اسلام کو دلچسپی جس چیز سے ہے وہ محض انسانیت کی فلاح ہے۔ اور اس فلاح کے لیے وہ اپنا ایک خاص نظریہ اور ایک عملی مسلک رکھتا ہے۔ اس نظریہ اور مسلک کے خلاف جہاں جس چیز کی حکومت بھی ہے اسلام اسکو مٹانا چاہتا ہے۔ قطع نظر اس سے کہ وہ کوئی قوم ہو اور کوئی ملک ہو اس کا مدعا اپنے نظریہ اور مسلک کی حکومت قائم کرنا ہے بلالحاظ اس کے کہ کون اس کا جھنڈا لے کر اٹھتا ہے اور کس کی حکمرانی پہ اس کی ضرب پڑتی ہے۔ انسانیت کی فلاح کا جو نظریہ اور پروگرام اس کے پاس ہے اس سے تمام نوح انسانی متمتع ہو۔ اس غرض کے لیے وہ تمام ان طاقتوں سے کام لینا چاہتا ہے۔ جو انقلاب برپا کرنے کے لیے کارگر ہو سکتی ہیں اور ان سب طاقتوں کے استعمال کا جامع نام "جہاد" رکھتا ہے۔

زبان و قلم کے زور سے لوگوں کے نقطۂ نظر کو بدلنا اور ان کے اندر ذہنی انقلاب پیدا کرنا جہاد ہے۔ تلوار کے زور سے پرانے ظالمانہ نظام زندگی کو بدل دینا اور نیا عادلانہ نظام مرتب کرنا بھی جہاد ہے اور اس راہ میں مال صرف کرنا اور جسم سے دوڑ دھوپ کرنا بھی جہاد ہے۔

اور جہاد "فی سبیل اللہ" کی قید اس کے ساتھ ایک لازمی قید ہے۔ اس کا لفظی ترجمہ ہے "راہِ خدا میں "اس ترجمے سے لوگ غلط فہمیمیں پڑ گئے اور یہ سمجھ بیٹھے کہ زبردستی لوگوں کو اسلام کے مذہبی عقائد کا پیرو بنانا

"جہاد فی سبیل اللہ" ہے۔ کیونکہ لوگوں کے تنگ دماغوں میں "راہِ خدا" کا کوئی مفہوم اس کے سوا نہیں سما سکتا مگر اسلام کی زبان میں اس کا مفہوم بہت وسیع ہے۔

"ہر وہ کام جو اجتماعی فلاح و بہبود کے لیے کیا جائے اور جس کے کرنے والے کا مقصد اس سے خود کوئی دنیوی فائدہ اٹھانا نہ ہو، بلکہ محض خدا کی خوشنودی حاصل کرنا ہو اسلام ایسے کام کو "فی سبیل اللہ" قرار دیتا ہے۔(۱۱)

قتال کسے کہتے ہیں؟

قرآن کریم میں سب سے پہلے قتال کی اجازت اس وقت ملی جب نبی ﷺ نے مکہ میں اپنی دعوت کا آغاز کیا اور وہاں آپ ﷺ نے تبلیغ شروع کی قبول کرنے والوں نے کی لیکن اکثریت جن میں خصوصاً قریش مکہ تھے، نے مخالفت کی اور جب مخالفت کی انتہا ہو گئی تو حضور ﷺ مدینہ کی جانب ہجرت کر کے آ گئے یہاں کی فضا اقامت دین کے لئے قدرے ساز گار تھی لیکن قریش نے ان کا یہاں بھی پیچھا نہ چھوڑا اور لشکر لے کر مدینہ کی جانب چڑھ دوڑے اب وقت آ گیا تھا کہ مجاہدین کی یہ جماعت ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتی یا میدان جنگ میں نکل کر اپنی بقا و سلامتی کے لئے آخری کوشش کرتی لہٰذا اس موقعہ پر اللہ نے انہیں اجازت دی کہ وہ مقابلہ کریں أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَى نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ o الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيراً وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ (۱۲)

جن (مومنوں) کے خلاف ظالم قوتیں جنگ کے لئے چڑھ آئی ہیں اب انہیں بھی (اسکے جواب میں) جنگ کی اجازت دی جاتی ہے کیونکہ ان پر سراسر ظلم ہو رہا ہے اور االلہ کی مدد ضرور قادر ہے، یہ وہ مظلوم ہیں جو ناحق اپنے گھروں سے نکال دیئے گئے ان کا جرم اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ یہ کہتے تھے کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے۔

قرآن پاک کی اس آیت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رب تعالیٰ قتال کا حکم بھی اسی وقت دیتا ہے جب ان پر ظلم کیا جاتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی اس کے بھی اصول وضع کئے گئے ہیں جیسا کہ۔ اقدام سے پہلے دعوت اسلام پیش کرنا یا باز رہنے کی تنبیہ کرنا۔ "أُدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ

وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ۔"
(اے پیغمبر) لوگوں کو دانش اور نیک نصیحت سے اپنے رب کے رستے کی طرف بلاؤ اور بہت ہی اچھے طریقہ سے ان سے مناظرہ کرو، جو اس کے رستے سے بھٹک گیا تمہارا رب اُسے بھی خوب جانتا ہے اور جو رستے پر چلنے والے ہیں اُن سے بھی خوب واقف ہے (۱۳)

"مَنِ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۗ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا ۔ (۱۴) جو شخص ہدایت اختیار کرتا ہے تو اپنے لئے اختیار ہے اور جو گمراہ ہوتا ہے تو گمراہی کا ضرر بھی اُسی کو ہو گا اور کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اور جب تک ہم پیغمبر نہ بھیج لیں عذاب نہیں دیا کرتے۔"

آپ ﷺ نے زید بن حارثہ کی قیادت میں تین ہزار افراد کو جمادی الاول ۸ ہجری میں روانہ کرتے ہوئے ہدایات فرمائی "میں تمہیں خدائی تقویٰ اور اپنے مسلمان ساتھیوں سے حسن سلوک کی نصیحت کرتا ہوں اللہ کا نام لے کر اللہ کے منکرین سے جہاد کرنا، نہ کسی قسم کی زیادتی کرنا، نہ کسی بچے، عورت، عمر رسیدہ بوڑھے اور اپنی عبادت گاہ میں گوشہ نشین شخص کو قتل کرنا، کسی کھجور کے باغ کے قریب تک نہ جانا، نہ کسی درخت کو کاٹنا اور نہ کسی مکان کو منہدم کرنا" (۱۵) یہ ہدایت کسی خاص علاقے کے لوگوں کے لئے نہیں ہوتی تھی جیسا کہ حضرت سلیمان بن بریدہؓ کا بیان ہے کہ رسول ﷺ جب کسی شخص کو کسی لشکر یا سریہ کا امیر مقرر فرماتے تو اسے خاص اس کے اپنے نفس کے بارے میں اللہ عزوجل کے تقویٰ کی اور اس کے مسلمان ساتھیوں کے بارے میں خیر کی وصیت فرماتے۔ پھر فرماتے، اللہ کے نام سے اللہ کی راہ میں غزوہ کرو۔ جس نے اللہ کے ساتھ کفر کیا ان سے لڑائی کرو۔ غزوہ کرو خیانت نہ کرو، بدعہدی نہ کرو، ناک کان وغیرہ نہ کاٹو کسی بچے کو قتل نہ کرو۔ (۱۶) اسی طرح صحابہ کرام کی زندگیوں میں ہمیں یہ اصول نظر آتا ہے جیسا کہ جب آپ ﷺ نے حضرت علی کو رمضان ۱۰ میں ۳۰۰ افراد کے ہمراہ لشکر امام مقرر فرماتے ہوئے یمن کی جانب روانہ فرمایا تھا تو یہی نصیحت کی کہ سب سے پہلے لوگوں کو اسلام کی دعوت دینا، اور اگر وہ نہ مانے اور مقابلے کے لئے تیار ہو جائیں تو ان کے خلاف میدان میں اترنا، حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مدحج پہنچ کر ایک کیمپ قائم کیا اور چند افراد پر مشتمل ٹولیاں بنا کر مختلف جانب روانہ کیں اور انہیں وہی ہدایت کی جو نبی ﷺ سے سنی تھی۔ (۱۷) لہذا جنگ کا اعلان کئے بغیر

یکبارگی حملہ کر دینا اسلام کی تعلیمات کے خلاف ہے۔ جبکہ دیگر مذاہب کے پیروکار یکبارگی حملے کے سبب اپنی شکست کو فتح میں بدلتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کیونکہ 1907 میں ہیگ کانفرنس میں ہالینڈ نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ اعلان جنگ کے بعد دشمن کو کم از کم 24 گھنٹے کی مہلت دینی چاہیے لیکن حیران کن بات یہ ہے کہ ہالینڈ کی اس تجویز سے کسی نے اتفاق نہ کیا اور یہ قانون بنا دیا گیا کہ اعلان جنگ کے ایک منٹ بعد بھی حملہ کیا جاسکتا ہے لہٰذا جنگ کا کوئی اعلان نہ کیا گیا اور جرمنی نے دوسری جنگ عظیم (۱۹۳۹ -- ۱۹۴۵) میں یہی رویہ اختیار کیا۔(۱۸) اس اصول کو ہمیشہ سامنے رکھنا ضروری ہے کہ اسلام دنیا میں مذہبی آزادی کا سب سے بڑا علمبردار ہے جس کی مثال ہمیں میثاق مدینہ کی شرائط میں دکھائی دیتی ہے جس میں ایک شرط یہ تھی کہ تمام مذاہب کو مکمل مذہبی آزادی ہوگی لہٰذا جب اسلام قوموں کو آزادی کا حق دیتا ہے تو وہ اپنی آزادی کو برقرار رکھنا اپنا حق سمجھتا ہے۔ لہٰذا لفظ جہاد کو محض قتال تک محدود کر دینا درست نہیں کیونکہ قتال تو جہاد کی سب سے آخری صورت ہے جیسا کہ پہلے ہی بیان کیا جاچکا ہے کہ ایک مسلمان کے نزدیک ہر لمحہ جہاد ہے۔

دور حاضر میں جہاد

دور حاضر میں لفظ جہاد کو قتال کے زمرے میں گردانتے ہوئے دنیا میں جنگ اور اس جیسی مہم جوئی کا آغاز کرنا مشکل ہے گو کہ مسلمانوں کو کرہ ارض پر کافی مشکلات کا سامنا ہے جہاں چاہے زمینی یا نظریاتی سرحدوں کی حفاظت درکار ہو، اجتماعی طور پر جہاد مسلح جدوجہد کی فرضیت انتہائی پیچیدہ نظر آتی ہے، تاہم مسائل میں گھرے ہوئے مسلمانان عالم کے لئے جہاد کی ضرورت ہے۔ یہاں یہ بات انتہائی مناسب سمجھتی ہوں کہ دور حاضر میں مسلمانوں کو جہاد کی بمعنی قتال سے زیادہ دیگر مفہوم یعنی جدوجہد کی زیادہ ضرورت ہے، کیونکہ مسلمانوں کی نظریاتی سرحدوں کو مسلح حملوں یا جنگی مہمات سے زیادہ دیگر محاذوں پر خطرات لاحق ہیں، علمی، سائنسی اور معاشی میدانوں میں جہاد کی ضرورت ہے۔ جس طرح ماضی میں مسلمانوں نے اپنی دفاع میں جہاد بمعنی قتال کی ہے اسی طرح موجودہ دور میں دیگر شعبہ ہائے زندگی کے میدانوں میں دفاع کی اشد ضرورت ہے۔ ثقافتی یلغار ہو یا ذرائع ابلاغ کے ذریعے خبروں اور اطلاعات کی فراہمی اور کمیونیکیشن کے نئے ٹولز ہر میدان میں مسلمان پیچھے نظر آرہے ہیں۔ لہٰذا ان میدانوں میں جہاد کی زیادہ ضرورت ہے۔ ان میدانوں کے ہتھیار اور مقابلے کے

سامان ہی الگ ہیں۔ روائتی طرز کی جنگوں اور مقابلے کی نسبت دور جدید کے ان میدانوں میں کامیابی کے لئے زیادہ تیاری اور جدوجہد کی ضرورت ہے۔

حوالہ جات

1. المنجد، عربی۔اردولوئیس معلوف، کراچی: مکتبہ قدوسیہ اردو بازار، سنہ اشاعت، جولائی ۱۹۷۵ء۔
2. بلیاوی، مولانا عبدالحفیظ، مصباح الغات لاہور: خزینہ علم وادب، ۱۰ شعبان المعظم ۱۳۲۹ بمطابق ۲۸ مئی ۱۹۵۰۔
3. اردو لغت، (کراچی: اردو لغت بورڈ، ترقی اردو بورڈ، سال اشاعت، جون ۱۹۸۶ء) ص ۷، جلد ہفتم۔
4. چراغ علی، جہاد دہشت گردی یا دفاع، ص ۳۱۳۔
5. ڈاکٹر حمید اللہ عبد القادر، پیغمبر امن ﷺ (لاہور: دارالسلام، سنہ اشاعت جون ۲۰۰۸ء، بحوالہ ردالمختار: ۴/۱۲۱) ص ۴۲۰ ۔
6. ایضاً ص ۴۲۰، بحوالہ فتح الباری، ۶/۳۸، ۳۔
7. سید قاسم محمود، اسلامی انسائیکلوپیڈیا، (لاہور:، اردو بازار، الفیصل) جلد اول، ص ۷۴۵ ۔
8. القرآن: ۶۱/۴ ۔
9. القرآن: ۶۱/۱۱۔
10. ڈاکٹر اسرار احمد، جہاد فی سبیل اللہ، (لاہور: مرکزی انجمن خدام، ستمبر ۲۰۰۳ء) ص ۸۔۱۰۔
11. مودودی، ابوالاعلی، تفہیمات (لاہور: اسلامک پبلیکشنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، ستمبر ۲۰۰۷ء) ص ۸،۹،۷۔
12. القرآن: ۲۲/۴۰، ۳۹ ۔
13. القرآن: ۱۶/۱۲۵۔
14. القرآن: ۱۷/۱۵۔
15. رضا، محمد، شیخ، محمد رسول ﷺ (لاہور: تاج کمپنی لمیٹڈ ۱۹۶۱ء) ص ۴۱۰۔
16. صفی الرحمن مبارکپوری، الرحیق المختوم (لاہور: المکتبہ السلفیہ، اکتوبر ۱۹۹۵ء) ص ۵۹۵۔
17. جدول سراپا النبی ﷺ (کراچی: جامعہ صوت الحراء، ۲۰۰۸ء) ص ۲۴۔۲۲۔
18. لوئیس ایل سنائیڈر، جنگ عظیم دوئم، ترجمہ مولانا غلام رسول مہر (لاہور: دارالشعور، جون ۲۰۰۶ء) ص۔